بدھ 17 مارچ 2021ء | 03 شعبان 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:65

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا

(المزمّل :7)

ترجمہ: کہ رات کا اٹھنا یقیناً نفس کو پاؤں تلے کچلنے کے لئے زیادہ شدید اور قول کے لحاظ سے زیادہ مضبوط ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

’’یہ وہ قرآنی حکم ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور آپ نے اس کا حق ادا کر دیا بلکہ دعویٰ سے پہلے بھی، نبوت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی تلاش میں اسی طرح اعتکاف کیا کرتے تھے۔ اپنی راتوں کو آرام میں یا کسی شوق میں گزارنے کی بجائے عبادتوں میں گزارتے تھے۔ راتوں کی عبادت جب رات گہری ہو، ہر طرف خاموشی ہو، بندے اور خدا کے درمیان کسی قسم کی روک ڈالنے والی چیز نہ ہو، بندے اور اللہ کے درمیان راز و نیاز میں کوئی چیز روک نہ بنے، اس وقت جو اللہ کی عبادت کرنے والے ہوتے ہیں وہ یقیناً اللہ کا قرب پانے والے اور اس کا پیار حاصل کرنے والے ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ خالصتاً اللہ کے قرب کے لئے یہ عبادت بجا لا رہے ہوتے ہیں۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس طرح رات کو اٹھنا اپنے نفس کو پاؤں تلے کچلنے کے برابر ہے۔ بلکہ یہ شیطان کو ختم کرنے اور اپنے نفس پر قابو پانے کا ایسا زبردست حربہ ہے کہ اس کا مقابلہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اس وقت کے عہد و پیمان اتنے پکّے اور مضبوط ہوتے ہیں کہ ان کو توڑنا ممکن نہیں ہوتا۔ شیطان کی ملونی اس میں ہو ہی نہیں سکتی۔ گویا اللہ تعالیٰ کا خالص بندہ بننے اور اپنے نفس کو ہلاک کرنے کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں کہ رات کو اٹھ کر عبادت کی جائے۔ اور یہ عبادت کے اعلیٰ معیار ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بڑھ کر حاصل کئے۔ بلکہ آپؐ کی قوت قدسی نے صحابہ میں اور امت میں بھی راتوں کو عبادت کے لئے اٹھنے والے پیدا کئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 18؍ فروری 2005ء)

اس شمارہ میں

- ’’ہو گیا آخر نمایاں فرق نور و نار کا‘‘ (منظوم)
- فرض شناس
- قیام عبادت اور اس کی اہمیت
- نوافل۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ

فرمانِ رسول ﷺ

عطاء روایت کرتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں ابن عمرؓ اور عبید اللہ بن عمرؓ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب ترین بات بتائیے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہو۔ اس پر حضرت عائشہؓ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یاد سے بیتاب ہو کر رو پڑیں اور کہنے لگیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا ہی نرالی ہوتی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے پاس تشریف لائے۔ میرے ساتھ میرے بستر میں لیٹے پھر آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! کیا آج کی رات تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کرلوں۔ میں نے کہا خدا کی قسم! مجھے تو آپؐ کی خواہش کا احترام ہے اور آپ کا قرب پسند ہے۔ میری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔ تب آپ اٹھے اور مشکیزہ سے وضو کیا۔ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور نماز میں اس قدر روئے کہ آپ کے آنسو آپ کے سینہ پر گرنے لگے۔ نماز کے بعد آپ دائیں طرف ٹیک لگا کر اس طرح بیٹھ گئے کہ آپؐ کا دایاں ہاتھ آپؐ کے دائیں رخسار پر تھا۔ آپؐ نے پھر رونا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ کے آنسو زمین پر ٹپکنے لگے۔ آپؐ اسی حالت میں تھے کہ فجر کی اذان دینے کے بعد بلال آئے جب انہوں نے آپ کو اس طرح گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ اتنا کیوں روتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ آپ کے گزشتہ اور آئندہ ہونے والے سارے گناہ بخش چکا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(تفسیر روح البیان زیر تفسیر سورۃ آل عمران آیت ۱۹۲-۱۹۱)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

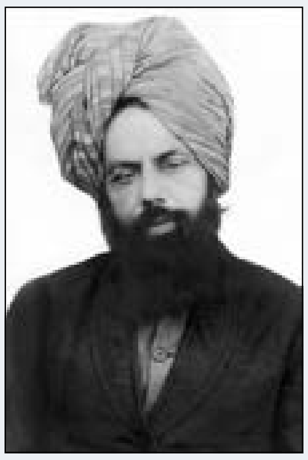

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ خواہ کیسا ہی پکا دشمن ہو اور خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ جب وہ ان حالات کو دیکھے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب کے تھے اور پھر اس تبدیلی پر نظر کرے گا جو آپؐ کی تعلیم اور تاثیر سے پیدا ہوئی تو اسے بے اختیار آپؐ کی حقانیت کی شہادت دینی پڑے گی۔ موٹی سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ان کی پہلی حالت کا تو یہ نقشہ کھینچا ہے یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ (محمد :13) یہ تو ان کی کفر کی حالت تھی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات نے ان میں تبدیلی پیدا کی تو ان کی یہ حالت ہوگئی یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّہِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (الفرقان:65) یعنی وہ اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے راتیں کاٹ دیتے ہیں۔ جو تبدیلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشیوں میں کی اور جس گڑھے سے نکال کر جس بلندی اور مقام تک انہیں پہنچایا اس ساری حالت کے نقشہ کو دیکھنے سے بے اختیار ہو کر انسان رو پڑتا ہے کہ کیا عظیم الشان انقلاب ہے جو آپ نے کیا۔ دنیا کی کسی تاریخ اور کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہ نری کہانی نہیں۔ یہ واقعات ہیں جن کی سچائی کا ایک زمانہ کو اعتراف کرنا پڑا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 117 ایڈیشن 1988ء)

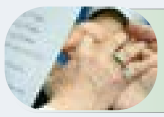

دربارِ خلافت

روایات از حضرت ماسٹر خلیل الرحمن صاحبؓ۔ خان صاحب منشی برکت علی صاحبؓ ولد محمد فاضل صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر یہ اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مَیں نے قادیان پہنچ کر اپنے مقدمات کا ذکر کیا کہ مخالفین نے جھوٹے مقدمات کر کے اور جھوٹی قسمیں کھا کھا کر میرا مکان چھین لیا ہے۔حضورؑ نے فرمایا کہ حافظ صاحب! لوگ لڑکوں کی شادی اور ختنے پر مکان برباد کر دیتے ہیں، آپ کا مکان اگر خدا کے لئے گیا ہے تو جانے دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور اس سے بہتر دے دے گا۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ پاک الفاظ سنتے ہی میرے دل سے وہ خیال ہی جاتا رہا کہ میرا مکان چھن گیا ہے۔ اور پھر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس مقدس بستی قادیان میں جگہ دی اور مکان اس سے کئی درجے بہتر دے دیا۔ بیوی بھی دی، اولاد بھی دی۔

پھر لکھتے ہیں کہ اس ضمن میں ایک اور بات بھی یاد آئی ہے لکھ دیتا ہوں کہ شاید کوئی سعید فطرت فائدہ اٹھائے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک دن مسجد مبارک میں خواجہ کمال الدین صاحب نے کہا مدرسہ احمدیہ میں جو لوگ پڑھتے ہیں وہ مُلّاں بنیں گے۔ وہ کیا کر سکتے ہیں؟ (بڑے فخر سے خواجہ صاحب نے کہا کہ تبلیغ کرنا ہمارا (یعنی خواجہ صاحب جیسے لوگوں کا) کام ہے۔) پھر کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مدرسہ احمدیہ اُٹھا دینا چاہئے (یعنی ختم کر دینا چاہئے)۔ لکھتے ہیں کہ اُس وقت حضرت محمود اولوالعزم (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا محمود احمد) بیٹھے تھے وہ کھڑے ہو گئے (خلیفہ اول کے زمانے کی بات ہے) اور اپنی اس اولوالعزمی کا اظہار فرمایا کہ اس سکول کو یعنی مدرسہ احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم فرمایا ہے یہ جاری رہے گا اور انشاء اللہ اس میں علماء پیدا ہوں گے اور تبلیغِ حق کریں گے۔ یہ سنتے ہی خواجہ صاحب تو مبہوت ہو گئے اور مَیں اُس وقت یہ خیال کرتا تھا کہ خواجہ صاحب کو یقین ہو گیا ہے کہ ہم اپنے مطلب میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ اور دیکھنے والے اب جانتے ہیں کہ اسی سکول کے تعلیم یافتہ فضلاء دنیا میں تبلیغِ احمدیت کر رہے ہیں۔ جو کہتے تھے کہ مسیح موعود کا ذکر کرنا سمّ قاتل ہے اُنہی کے حق میں سمّ قاتل ثابت ہوا۔

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4روایت حضرت غلام رسول صاحب وزیر آبادی صفحہ نمبر 132تا133غیر مطبوعہ)

لکھتے ہیں کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کو نکلے تو خاکسار اور چند آدمی بھی ساتھ تھے۔ اُن میں سے ایک شخص مستری نظام الدین صاحب سابق سیکرٹری جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے تھے جو ابھی تک بفضلِ خدا زندہ ہیں، انہوں نے مجھے کہا کہ حضرت صاحب آپ کے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے ہیں اس لئے یہ عرض کہ پہلی تفسیریں تو کچھ ساقط الاعتبار ہو گئی ہیں (پہلی تفسیریں اب خاموش ہیں، اتنی زیادہ واضح نہیں ہیں اور نئے زمانے کے لحاظ سے بھی نہیں ہیں) تو اب مکمل تفسیر قرآنِ کریم کی حضور لکھ دیں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں درخواست کریں کہ پہلی تفسیروں کا زمانہ تو اب گزر گیا حضور اپنی مکمل تفسیر لکھیں۔) چنانچہ مَیں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تو حضورؑ نے فرمایا کہ حافظ صاحب! جو میرے رستے میں آیات قابلِ بیان اور قابلِ تفسیر آئی ہیں موجودہ زمانے کے لئے، وہ مَیں نے لکھ دی ہیں۔ اگر مَیں یا ہم مکمل تفسیر لکھیں تو ممکن ہے کہ آئندہ زمانے میں اور بہت سے معترض پیدا ہو جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ اِن معترضین کے جواب کے لئے کوئی اور بندہ اپنی طرف سے کھڑا کر دے۔ مَیں یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا اور مستری نظام الدین صاحب بھی سن رہے تھے، وہ بھی خاموش ہو گئے۔ (انہوں نے فرمایا کہ آئندہ زمانے کے ساتھ ساتھ قرآنِ کریم کی تفسیریں آتی رہیں گی۔

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4روایت حضرت غلام رسول صاحب وزیر آبادی صفحہ نمبر 134غیر مطبوعہ)

پھر ایک روایت خان صاحب منشی برکت علی صاحبؓ ولد محمد فاضل صاحب کی ہے۔ یہ ڈائریکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروس کے ملازم تھے۔ یہ قادیان میں ناظر بیت المال بھی رہے ہیں۔ 1901ء میں انہوں نے بیعت کی تھی اور 1901ء میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔ کہتے ہیں کہ جہاں تک مجھے یاد ہے، سب سے پہلے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر 1900ء کے شروع میں سننے کا اتفاق ہوا۔ جبکہ اتفاقاً مجھے شملہ میں چند احمدی احباب کے پڑوس میں رہنے کا موقع ملا۔ اُن دوستوں سے قدرتی طور پر حضور کے دعویٰ مسیحیت اور وفاتِ مسیح ناصری کے متعلق سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مَیں اگرچہ بڑی سختی سے اُن کی مخالفت کیا کرتا تھا۔ مگر بیہودہ گوئی اور طعن و طنز سے ہمیشہ احتراز کرتا تھا۔ (وفاتِ مسیح پر مَیں یقین نہیں رکھتا تھا۔ لیکن کہتے ہیں کہ اس کے باوجود طعن اور طنز سے ہمیشہ احتراز کرتا تھا۔ آج کل بلکہ ہمیشہ سے ہی مخالفین کا جو یہ طریقہ رہا ہے کہ گالم گلوچ پر آ جاتے ہیں۔ لیکن یہ نیک فطرت تھے، کہتے ہیں میں طعن و طنز سے ہمیشہ احتراز کرتا تھا)۔ آہستہ

بقیہ صفحہ 4 پر

”ہو گیا آخر نمایاں فرق نور و نار کا“

جب دل صافی میں دیکھا عکس روئے یار کا
بن گیا وہ بہرِ عالم آئینہ ابصار کا
جس نے دیکھا اس کو اپنی ہی جھلک آئی نظر
مدتوں جھگڑا چلا دنیا میں ”نور و نار“ کا
خوب بھڑکی آگ عالَم بن گیا ’دارالفساد‘
ابتداء سے کام ہے ”ہیزم کشی“ کفار کا
پر خدا سے ڈرنے والے کب ڈرے اغیار سے
بڑھ کے کب آگے قدم پیچھے ہٹا اخیار کا
سب سے افضل تھے مگر اصحابِ ختم المرسلین
خلق میں کامل نمونہ عشق کے کردار کا
نرغۂ اعداء میں گِھر کر بھی نہ ”ڈر“ جانا کبھی
خواہشِ اعلائے حق تھی، شوق تھا دیدار کا
کر دیے سینے سپر مرتے گئے بڑھتے گئے
منہ پھرایا کفر کے ہر لشکر جرار کا
آسماں شاہد ہے ہاں اب تک زمیں کو یاد ہے
کانپ جانا نعرۂ تکبیر سے کفار کا
عشق میں تحلیل روحیں چُور زخموں سے بدن
سایۂ شمشیر میں پیغام دینا یار کا
ابر رحمت ہو کے جب سارے جہاں پر چھا چکے
کہہ دیا شیطاں نے ہنس کر ”زور تھا تلوار کا“
پھر نئی صورت میں ظاہر جلوۂ جاناں ہوا
نور پھر اترا جہاں میں ’مبدءُالانوار‘ کا
چن لیا اک عاشق خیر الرسل شیدائے دیں
جس کی رگ رگ میں بھرا تھا عشق اپنے یار کا
حکم فرمایا ”قلم تھامے ہوئے میداں میں آ“
صفحۂ قرطاس سے ردّ کر عدو کے وار کا
پھینک کر شمشیر و خنجر آج دنیا کو دکھا
جذبِ صادق، رعبِ ایماں عاشقانِ زار کا
”گالیاں کھا کر دعا دو، پا کے دکھ آرام دو“
روز دل پر تیر کھاؤ، حکم ہے دلدار کا
نوکِ خامہ سے سلجھتی گتھیاں دیکھا کیے
خوب تار و پود بگڑا دجل کی سرکار کا
جھوٹ کے منہ سے اترنے جب لگی پھٹ کر نقاب
ہو گیا دشوار سینا اس کے اک اک تار کا
سانپ کی مانند بل کھاتا ہے ابلیسِ لعین
دیکھ کر رنگ جمالی احمدِ مختار کا
حق و باطل میں کرے گی چشمِ بینا امتیاز
ہو گیا آخر نمایاں فرق ”نور و نار“ کا

(درعدن صفحہ 52تا54، مطبوعہ جولائی2008ء)

کلام حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اداریہ

فرض شناس

چند روز قبل ٹلفورڈ برطانیہ میں علی الصباح ہی خوب برف باری ہوئی خاکسار اپنے بیٹے کے ہاں مقیم تھا۔ برف باری کے معاً بعد مطلع صاف ہوگیا اور دھوپ نکل آئی۔ ہم بھی موسم enjoy کرنے کے لئے گھر کے سامنے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر میں ہی کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے گھر سے ایک جوڑا (میاں بیوی) ہاتھوں میں بیلچے لئے باہر نمودار ہوا اور دونوں اپنی گاڑی کے سامنے سے برف ہٹانے میں مصروف ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے 80,70 میٹر کا رستہ صاف کر کے نمک بھی چھینک دیا۔ ان کے اس عمل سے ہمیں فکر لاحق ہوئی کہ اس وقت ان کو کیا ایمرجنسی ہے؟ بیٹے نے قریب جاکر پوچھا تو پتہ چلا کہ خاتون نے اگلے روز صبح سویرے اپنی نوکری پر جانا ہے۔ جس کے لئے سڑک صاف کر رہے ہیں ان کے اس عمل سے میں سکتے میں آ گیا اور خاموشی کے ساتھ سوچنے پر مجبور ہوگیا۔ کہ ایک طرف ایشیائی ممالک کے بعض لوگ ذرا سی بارش ہو تو دفتروں سے رخصت کر لیتے ہیں یا تاخیری حربے اپنائے جاتے ہیں۔ اور مغربی ممالک کی ترقی کا راز ہی فرض شناسی، احساس ذمہ داری اور فرائض منصبی کی بروقت اور احسن طریق سے ادائیگی ہے۔

جس طرح اس خاتون کو دفتر جانے سے تقریباً 16 گھنٹے قبل سے فکر لاحق ہوئی اور دفتر جانے کے لئے راستے صاف کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اگلے روز یہ خاتون ہی نہیں بلکہ کالونی سے بہت سے لوگ ایک ایک فٹ کی برف کو چیرتے ہوئے اپنی گاڑیوں پر کام پر گئے۔

اسلام نے احساس ذمہ داری کی طرف بہت توجہ دلائی ہے۔

ہمارے بہت ہی پیارے رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بہت ہی احسن طریق پر اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو نبھایا۔ کبھی فارغ نہ رہے۔ ہروقت دینی و تربیتی نیز دعوت الی اللہ اور انسانیت کی فلاح وبہبود اور خدمت میں مصروف رہے۔ آپ ﷺ کی اقتداء اور مبارک نہج پر خلفائے راشدین اور صحابہ رسول ﷺ اپنے فرائض سے باحسن طریق سبکدوش ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو قرآن کریم میں یہ ہدایت دی۔ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ (الم نشرح:8) پس جب بھی تو فارغ ہو تو خدا تعالیٰ سے ملنے کیلئے پھر کوشش میں لگ جا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس آیت کریمہ کے فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے۔

’’جب بھی امور مملکت اور تعلیم مسلمانان سے فارغ ہو تو سیر روحانی میں لگ جا کیونکہ تیرا وہ غیر متناہی سفر ہے اور اس سے فارغ ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں۔‘‘

خلفائے راشدین میں سے حضرت عمر بن الخطابؓ کے متعلق تاریخ نے آپ کے فرائض منصبی کی ادائیگی کو محفوظ کیا ہے۔ آپ اپنے دور خلافت میں اپنی رعایا سے باخبر رہے ان کی ضروریات کا خیال رکھا۔ راتوں کو گلی محلوں کا گشت فرماتے۔ غلہ اپنی پیٹھ پر رکھ کر غریب اور مستحق گھروں تک پہنچاتے۔ ایک رات گشت کے دوران ایک گھر سے بچوں کے رونے کی آواز سنائی دی۔ پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں۔ ممتا نے پانی ابلنے کو رکھا ہے تا بچوں کو تسلی ہو۔ آپ واپس بیت المال تشریف لائے۔ غلّے کی بوری اپنے کاندھوں پر رکھی اور متعلقہ گھر میں جا کر نہ صرف دی بلکہ چولہے کے پاس بیٹھ کر اُسے پکنے کا انتظار فرمایا جب تک بچوں نے کھانا نہیں کھا لیا آپ واپس نہ آئے۔

یہ ہے احساس ذمہ داری اور فرائض منصبی کی ادائیگی۔ یہ فرض شناسی انسان کے گھر سے شروع ہوتی ہے۔ اور کاروبار، دفتر، فلاحی اداروں، قومی وملکی ذمہ داریوں تک پھیلتی چلی جاتی ہے۔ جس میں انسان کام اور خدمت کے حوالے سے اس وقت تک کامیابی کے زینے طے کر کے اپنا لوہا نہیں منوا سکتا جب تک وہ اپنے مفوضہ کام کو پوری دیانت داری، محنت اور سنجیدگی سے اپنا کام سمجھ کر نہ کرے انسان کا یہ وہ مقام ہے جہاں اس ذوق وشوق سے کام نہ کرنے پر اس کا ضمیر اسے ملامت کرے۔ کیونکہ کہتے ہیں کہ احساس ذمہ داری کا دوسرا نام ضمیر کا جاگنا ہے۔ یہ جبھی جاگتا ہے جب انسان اپنے کام میں اس حد تک مگن ہو جائے کہ وہ اپنا وجود کھو بیٹھے۔ حضرت علیؓ سے ایک قول منسوب ہے فرماتے ہیں کسی شخص کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کے اندر کے احساس ذمہ داری سے لگایا جا سکتا ہے۔ (نہج البلاغہ)

قائد اعظمؒ نے قوم کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ ’’میں آپ کو مصروف عمل ہونے کی تاکید کرتا ہوں، کام، کام اور بس کام، سکون کی خاطر صبر، برداشت اور انکساری کے ساتھ اپنی قوم کی سچی خدمت کرتے جایئے۔

(آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس 15نومبر 1942ء)

آج ہم اس فرمان کو بالائے طاق رکھ کر سُست ہوتے جارہے ہیں اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں ہم loyal نہیں۔ ہم میں احساس ذمہ داری مفقود اور ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے (زمین وآسمان) سنبھالنے کی بار امانت آسمان، زمین اور پہاڑوں کے روبرو پیش کی۔ ان تمام نے اس ذمہ داری کو اٹھانے سے انکار کر دیا مگر انسان نے اُٹھالیا۔ یہ امانت فرائض اور ذمہ داری ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان پر فرض ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے سورۃ البلد آیت 5 میں فرمایا لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ کہ ہم نے یقیناً انسان کو بڑی محنت اور مشقت کرنے والا بنایا ہے اور اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ القیامہ آیت 37 میں ایک مختلف انداز میں یوں بیان فرمایا اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ یُّتۡرَکَ سُدًی کہ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اس کو بے کار اور بے لگام چھوڑ دیا جائے گا۔ احادیث میں بھی اپنے آپ کو مصروف رکھنے کی تلقین ملتی ہے۔ آنحضور ﷺ کا بہت واضح ارشاد ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ ان پانچ میں سے ایک یہ تھی کہ فراغت کو مصروفیت سے پہلے غنیمت جان کر کسی اچھی چیز میں مشغول رہنا دین و دنیا کی بھلائی کا سبب ہے۔ (مشکوٰۃ:5065)

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو ’’خیرامۃ‘‘ کہہ کر پکارا اور اس کے فرائض سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ (آل عمران:111) کہ امت مسلمہ خیر امم ہے جو دنیا کے تمام لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ جو معروف باتوں کا حکم دیتی ہے اور بُری باتوں سے روکتی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کا منصب بیان فرما کر اسے فرائض منصبی سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ جیسے انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت الٰہی ہے۔ اپنی نمازوں، نوافل، تسبیحات، درود کو ایسی شان و شوکت اور اہتمام کے ساتھ ادا کیا جائے جس کا اسلام، قرآن اور احادیث متقاضی ہیں۔ پھر قرآن کریم کی تلاوت اور دیگر حقوق اللہ ہیں۔

☆ اللہ کے حقوق کی احسن طریق پر ادائیگی کے بعد اپنی فیملی اور اہل وعیال کے حقوق اور فرائض ہیں بیوی کے لئے اچھا خاوند بننا، خاوند کے لئے اچھی بیوی بننا، والدین کا بچوں کے لئے اچھا ماں باپ بننا، بچوں کا والدین کے لئے اچھے بچے بننا، اسی طرح خاندان میں دیگر رشتہ داروں کا درجہ بدرجہ احترام کرنا، اور چھوٹوں سے پیار و محبت سے پیش آنا ہم میں سے ہر ایک کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔

☆ تیسرے نمبر پر ہمارے فرائض میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعمیل ہے جسے ہم اپنی زبان میں دعوت الی اللہ کہتے ہیں۔ اس کام کو بھی بر وقت اور احسن انداز میں ادا کرنا نہ صرف فرائض منصبی میں شامل ہے بلکہ اِسے احساس ذمہ داری سمجھتے ہوئے ادا کرنا ضروری ہے۔

☆ چوتھے نمبر پر ماحول میں معاشرہ کو متوازن معاشرہ بنانے کے لئے اپنے آپ کو اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کرنا بھی ہر احمدی مسلمان کا فرض ہے۔

☆ پانچویں نمبر پر قومی، ملکی اور دفتری ذمہ داریاں جو عائد ہوتی ہیں۔ اُسے اپنے ایمان کا حصہ سمجھ کر ادا کرنا بھی فرض منصبی میں شامل ہے۔ اسے اوپر بیان کردہ امور کو اسلامی تعلیم کے مطابق نبھانا، اس کے حقوق ادا کرنا ایک مسلمان کا اولین فرض ہے۔ اگر ایک مسلمان اپنی جان لگا کر فرائض منصبی ادا کرے تو وہ ان مشکلات سے گزر کر ایسا کندن بن جاتا ہے جو خدا کو بہت پسند ہے اور اسی کندن سے پھر قومیں ترقی پاتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اکثر فرمایا ہے کہ اگر آپ ترقی اور کامیابی چاہتے ہیں تو جماعتی کاموں میں جُت جائیں۔

قیام عبادت اور اس کی اہمیت

اَلَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ (المومنون:3)

ترجمہ: وہ (مومن) جو اپنی نمازوں میں عاجزانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’انسان اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہو اس لئے سجدہ میں بہت دعا کیا کرو۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ مایقول فی الرکوع والسجود حدیث نمبر 1083)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

نماز بڑے بھاری درجے کی دعا ہے مگر لوگ اس کی قدر نہیں کرتے۔ اس زمانہ میں مسلمان درود و وظائف کی طرف متوجہ ہیں۔ کئی ایک فرقے ہیں جیسا کہ نوشاہی اور نقشبندی وغیرہ افسوس ہے کہ ان میں سے کوئی بدعات کی آمیزش سے خالی نہیں۔ یہ لوگ نماز کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ احکام الٰہی کی ہجو کرتے ہیں۔ طالب کے واسطے نماز کے ہوتے ہوئے ان بدعات میں سے کسی کی ضرورت نہیں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا کہ مشکلات کے وقت میں وضو کر کے نماز میں کھڑے ہو جاتے تھے اور نماز میں دعا کرتے تھے۔ (تقاریر جلسہ سالانہ 1906ء صفحہ 6)

نماز کیا چیز ہے وہ دعا ہے جو تسبیح تحمید، تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ ان کی نماز اور ان کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تا ہو کہ تمہارے دلوں پر اُس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔
(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 68-69)

نیز فرمایا۔ نماز کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی اس کی عظمت اور اسکے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلت اور فروتنی سے اس کے آگے سجدہ میں گر جانا اس سے اپنی حاجات کا مانگنا، یہی نماز ہے۔ ایک سائل کی طرح کبھی اس مسئول کی تعریف کرنا کہ تو ایسا ہے تو ایسا ہے اس کی عظمت اور جلال کا اظہار کر کے اس کی رحمت کو جنبش دلانا پھر اس سے مانگنا۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 253-254)

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

نماز خدا تعالیٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکب صورت کا نام نماز ہے۔ اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی جو اس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھ کر نماز نہیں پڑھتا۔ پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو۔ تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتا دے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کے لیے دعا کرو‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 184)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب فرمایا کہ اپنے نفس کی تبدیلی کے لئے کوشش کرو تو سب سے پہلے نماز کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ’’نماز میں دعائیں مانگو‘‘ کیونکہ جب انسان خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیک خواہشات کو قبول فرماتے ہوئے اس میں پاک تبدیلیاں پیدا فرماتا ہے لغو اور غلط کاموں سے انسان بچتا ہے۔ نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔

(خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 176)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کی اہمیت کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ:

’’نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کی یا رسول اللہ! ہمیں نماز معاف فرما دی جاوے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں‘‘۔ آجکل کے بعض کاروباری بھی یہی بہانے کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ ہمیں نماز معاف فرما دی جائے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں۔ ’’مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا‘‘ کہ صاف ہیں کہ نہیں۔ ’’اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے‘‘۔ دو بہانے ہیں، ایک کیونکہ جانور پالنے والے ہیں اس لئے پتہ نہیں کپڑے صاف بھی ہیں کہ نہیں اور نماز کے لئے حکم ہے کہ صاف کپڑے پہنو اور دوسرے کاروبار بھی ہے۔ دونوں صورتوں کی وجہ سے وقت نہیں ملتا۔ ’’تو آپؐ نے (آنحضرت ﷺ نے) اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔ نماز کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی اس کی عظمت اور اس کے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلّت اور فروتنی سے اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔ اس سے اپنی حاجات کا مانگنا، یہی نماز ہے۔ ایک سائل کی طرح کبھی اس مسؤل کی تعریف کرنا کہ تو ایسا ہے‘‘ یعنی جس سے مانگا جا رہا ہے، اس کی تعریف کرنا کہ تو ایسا ہے۔ ’’اس کی عظمت اور جلال کا اظہار کر کے اس کی رحمت کو جنبش دلانا پھر اس سے مانگنا، پس جس دین میں یہ نہیں وہ دین ہی کیا ہے۔ انسان ہر وقت محتاج ہے اس سے اس کی رضا کی راہیں مانگتا رہے اور اس کے فضل کا اسی سے خواستگار ہو کیونکہ اس کی دی ہوئی توفیق سے کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اے خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم تیرے ہو جائیں اور تیری رضا پر کاربند ہو کر تجھے راضی کر لیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت، اسی کا خوف، اسی کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے اور یہی دین ہے‘‘۔

پھر فرماتے ہیں کہ: ’’پھر جو شخص نماز ہی سے فراغت حاصل کرنی چاہتا ہے، اس نے حیوانوں سے بڑھ کر کیا کیا؟ وہی کھانا پینا اور حیوانوں کی طرح سو رہنا۔ یہ تو دین ہرگز نہیں۔ یہ سیرتِ کفار ہے بلکہ جو دم غافل وہ دم کافر والی بات بالکل راست اور صحیح ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 189 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ) (خطبہ جمعہ 22/ فروری 2008ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نمازوں میں کثرت سے مقبول دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

آہستہ مجھے خوش اعتقادی پیدا ہوتی گئی۔ (آہستہ آہستہ مجھے بھی اس بات پر اعتقاد ہوتا گیا)۔ حضور کا اُنہی دنوں میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے ساتھ بھی بحث و مباحثہ جاری تھا۔ حضور نے اس بات پر زور دیا کہ مقابلہ میں قرآنِ شریف کی عربی تفسیر لکھی جاوے۔ اور وہ اس طرح کہ بذریعہ قرعہ اندازی کوئی سورۃ لے لی جاوے اور فریقین ایک دوسرے کے بالمقابل بیٹھ کر عربی میں تفسیر لکھیں۔ کیونکہ قرآنِ کریم کا دعویٰ ہے کہ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ (الواقعہ: 80) ایک کاذب اور مفتری پر اس کے حقائق اور معارف نہیں کھل سکتے۔ اس لئے اس طرح فریقین کا صدق و کذب ظاہر ہو سکتا ہے۔ ان ہی ایام میں پیر صاحب کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا جس میں حضرت مسیح موعود کی طرف چوبیس باتیں منسوب کر کے یہ استدلال کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (نعوذ باللہ) ملحد اور اسلام سے خارج ہیں۔ اس اشتہار میں اکثر جگہ حضور کی تصانیف سے اقتباسات نقل کئے گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ مَیں عموماً فریقین کے اشتہارات دیکھتا رہتا تھا۔ (ابھی احمدی نہیں ہوا تھا لیکن فریقین کے دونوں طرف سے اشتہار دیکھتا رہتا تھا)۔ مذکورہ بالا اشتہار کے ملنے پر جو غیر احمدیوں نے مجھے دیا تھا مَیں نے احمدی احباب سے استدعا کی کہ وہ مجھے اصل کتب لا کر دیں تا کہ مَیں خود مقابلہ کر سکوں۔ مقابلہ کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ بعض حوالے گو صحیح تھے مگر اکثر میں انہیں توڑ مروڑ کر اپنا مدعا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ (اور یہی حال آج بھی ہے۔ اب مخالفین نے ایک نئی مہم شروع کی ہوئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب سے حوالے دیئے جاتے ہیں اور اُن کو توڑ مروڑ کر پھر اس سے اشتہار لگا کر یا پھر بڑے بڑے پوسٹر بنا کے یا جماعت کے خلاف کتابچہ شائع کر کے حضرت مسیح موعود کے خلاف دریدہ دہنی کی جاتی ہے اور ہمارا جو پروگرام ہے ’’راہِ ھدیٰ‘‘ اور اس کی اب ویب سائٹ بھی شروع ہو گئی ہے، اُس میں اس کے جواب آ رہے ہیں، اور اصل حوالے اور اصل کتب کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ جا کے دیکھیں تو خود پتہ لگ جائے۔ اس سے بھی اب بعض ایسے لوگ جنہوں نے اس طرح جائزہ لینا شروع کیا تو اللہ کے فضل سے اس کے نتیجہ میں بیعتیں بھی ہو رہی ہیں۔ تو یہ اعتراضات، یہ حربہ مولویوں کا ہمیشہ سے رہا ہے۔ یہ آج کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ بعض دفعہ لوگ گھبرا جاتے ہیں۔ اسی طرح جو ویب سائٹ شروع ہوئی ہیں، اِن کے انچارج آصف صاحب ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ لوگوں نے بڑی بھرمار کر دی ہے اور ہمارے جواب اُس طرح نہیں جا سک رہے۔ تو مَیں نے اُن کو یہی کہا تھا آپ کچھ دیر انتظار کریں یہ لوگ خود ہی جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں گے۔ اور یہی ہوا۔ اُس میں اعتراضات کی جو بھرمار تھی ان پر جب ہماری طرف سے جوابات کی اس طرح ہی بھرمار ہوئی ہے تو آہستہ آہستہ خاموش ہو کے بیٹھ گئے۔ بلکہ اب انہوں نے اپنے جو دوسرے سائٹس ہیں ان میں یہ پیغام دینا شروع کر دیا ہے کہ الھُدیٰ کی جو ویب سائٹ ہے اس پر کوئی نہ جائے۔ اس میں یہ ہمیں صحیح طرح access نہیں دیتے حالانکہ خود اُن کے پاس جواب نہیں ہیں۔ کیونکہ مایوس ہو چکے ہیں اس لئے دوسروں کو بھی روک رہے ہیں۔ بہرحال ہمیشہ سے ہی یہ طریق رہا ہے) تو کہتے ہیں کہ مَیں نے جب کتابیں کھول کے یہ دیکھا، تو حوالے تو دیئے ہوئے تھے لیکن توڑ مروڑ کر اُن کو پیش کیا گیا تھا۔ (خطبہ جمعہ 8/ اپریل 2011ء)

تحریر: ظہیر احمد

نوافل۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ

وَاذۡکُرۡ رَّبَّکَ کَثِیۡرًا وَّ سَبِّحۡ بِالۡعَشِیِّ وَالۡاِبۡکَارِ (اٰل عمران:42)

ترجمہ: اور اپنے ربّ کو بہت کثرت سے یاد کرو اور تسبیح کر شام کو بھی اور صبح کو بھی۔

نیزہ بھر سورج نکل آنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا اس کے بعد جب دھوپ اچھی طرح نکل آئے اور گرمی کچھ بڑھ جائے تو چار رکعت یا آٹھ رکعت پڑھنا، بعض روایات سے ثابت ہے۔ پہلی دو رکعت کو صلوٰۃ الاشراق اور اس کے بعد کی نماز کو صلوٰۃ الضحیٰ کہا گیا ہے۔ صلاۃُ الاوّابِیْن بھی اسی نماز کا نام ہے۔ بعض کے نزدیک مغرب کے بعد جو نوافل ادا کئے جاتے ہیں انہی نوافل کا دوسرا نام صلوٰۃُ الاوّابِیْن ہے۔ بہر حال یہ نفل نماز پڑھنے کا ثواب احادیث سے ثابت ہے۔

(فقہ احمدیہ، حصہ عبادات صفحہ 214)

حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا طریق تھا کہ جن دنوں کوئی خاص مصروفیات نہ ہوتی آپ کبھی کبھی صبح کی نماز پڑھ کر مسجد میں ہی تشریف رکھتے اور جب سورج طلوع ہونے کے بعد اتنا بلند ہو جاتا جتنا کی مغرب سے پہلے عصر کی نماز کے آخری وقت بلد ہوتا ہے یعنی دو ڈھائی نیزہ کے برابر تو آپ چار رکعت نفل ادا فرماتے۔ پھر جب سورج اتنا بلند ہو جاتا جتنا پچھلے پہر ظہر کے آخری وقت میں ہوتا ہے جسے پنجابی میں ''چھاویلا'' کہتے ہیں تو آپ مزید چار رکعت نفل ادا فرماتے...... یہ نماز گاہے گاہے کی ہے اس کے لئے کوئی خاص پابندی یا اہتمام ثابت نہیں۔

(سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ باب کَیۡفَ کَانَ تَطَوُّعُ النَّبِیِّ ﷺ بِالنَّھَارِ بحوالہ فقہ احمدیہ، حصہ عبادات صفحہ 214)

حضرت انس بن مالک ؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مَنۡ صَلَّی الۡغَدَاۃَ فِی جَمَاعَۃٍ: جس نے نمازِ فجر با جماعت پڑھی پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا رہا یہاں تک کہ سورج نکل گیا، ثُمَّ صَلَّی رَکۡعَتَیۡنِ کَانَتۡ لَہُ کَأَجۡرِ حَجَّۃٍ وَعُمۡرَۃٍ: پھر اس نے دو رکعتیں پڑھیں، تو اسے ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔ حضرت انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پورا، پورا، پورا، یعنی حج وعمرے کا پورا ثواب۔

(سنن الترمذی، کتاب الجمعۃ عن رسول اللہ، باب ذکر من یحتسب من الجلوس)

حضرت عمرو بن عبسہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: فَاِذَا صَلَّیۡتَ صَلَاۃَ الصُّبۡحِ: جب تم نماز فجر ادا کرلو تو کوئی اور نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ سورج نکل جائے۔ کیونکہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو...... اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں، البتہ جب وہ ایک یا دو نیزے کے برابر بلند ہو جائے تو پھر نماز پڑھ سکتے ہو کیونکہ یہ نماز فرشتوں کی حاضری والی نماز ہوتی ہے۔

(مسند احمد، اوّل مسند الکوفین، حدیث عمرو بن بستہ)

آپ ﷺ فرماتے ہیں: لَا یُحَافِظُ عَلٰی صَلَاۃِ الضُّحٰی اِلَّا أَوَّابٌ: نماز چاشت کی حفاظت خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والا ہی کرسکتا ہے۔

(الترغیب والترھیب، باب الالف)

آپ ﷺ نے نماز اوّابین کا وقت یوں بیان فرمایا ہے: صَلَاۃُ الۡاَوَّابِیۡنَ حِیۡنَ تَرۡمَضُ الۡفِصَالُ: نماز چاشت کا وقت وہ ہے کہ جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔ (یعنی جب دھوپ تیز ہونا شروع ہو جائے)

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب صلاۃ الأوّابین)

آپ ﷺ فرماتے ہیں: مَنۡ صَلَّ الضُّحَی ثِنۡتَیۡ عَشۡرَۃَ رَکۡعَۃً بَنَی اللّٰہُ لَہُ قَصۡرًا مِنۡ ذَھَبٍ فِیۡ الۡجَنَّۃِ: جس نے چاشت کی نماز کی بارہ رکعات ادا کیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سونے کا محل تعمیر کرے گا۔

(سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی صلاۃ الضحی)

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز (نماز تہجد) کسی درد یا کسی اور وجہ سے فوت ہو جاتی تو صَلَّی مِنَ النَّھَارِ ثِنۡتَیۡ عَشۡرَۃَ رَکۡعَۃً: آپ ﷺ دن میں بارہ رکعات پڑھ لیتے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب جامع صلاۃ اللیل)

حضرت اقدس مسیح موعود (علیہ السلام) فرماتے ہیں: پیغمبر خدا ﷺ سے اشراق پر مداومت ثابت نہیں۔ تہجد کے فوت ہونے پر یا سفر سے واپس آکر پڑھنا ثابت ہے لیکن تعبّد میں کوشش کرنا اور کریم کے دروازے پر پڑے رہنا عین سُنت ہے۔ وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ

(فتویٰ حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 269)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَھِیۡمَ وَعَلٰی آلِ اِبۡرَھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَجِیۡدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی اِبۡرَھِیۡمَ وَعَلٰی آلِ اِبۡرَھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَجِیۡدٌ

آج کی دعا

یَاحَیُّ یَاقَیُّوۡمُ أَسۡتَغِیۡثُ بِرَحۡمَتِکَ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 250)

ترجمہ: اے زندہ اور قائم رہنے والے خدا! میں تیری رحمت سے مدد چاہتا ہوں۔ اے تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

یہ حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کی بے قراری اور مصیبت کے وقت کی دعا ہے۔

آپؑ کی خدمت میں ایک دفعہ ایک شخص نے اپنی مشکلات کا ذکر کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ استغفار کثرت سے پڑھا کرو اور نمازوں میں (مندرجہ بالا دعا) پڑھا کرو۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احبابِ جماعت کو مسلسل دعاؤں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ آپ نے پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی خاص تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''دعا کی طرف آج بھی میں توجہ دلاتا ہوں، پاکستان کے احمدیوں کے لئے۔ دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ان کے حالات بہتر کرے، ان کو بھی دعاؤں کی توفیق دے پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو۔ اپنی اصلاح کی بھی توفیق دے، اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے کی بھی توفیق دے۔ اور اللہ تعالیٰ جلد یہ اندھیرے دن جو ہیں روشنیوں میں بدل دے۔ اور ہم وہاں کے احمدیوں کو بھی آزادی کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے دیکھیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 فروری 2021)

مرسلہ: مریم رحمٰن

نذیر احمد مظہر (ڈاکٹر آلٹر نیٹو میڈیسن)، کینیڈا

وہم، وساوس اور ان کا علاج

س۔وہم کیا ہے؟

ج۔وہم ایک خیالی فعل کا نام ہے جس کی بنیاد محض تخیل، تصور، موہوم وفرضی باتوں پر ہوتا ہے۔ اور حقیقت میں اس کا کوئی وجود نہیں ہوتا، وہم و توہم کا ایک ہی مادہ ہے۔ جو کہ و،ھ،م،ہے۔ توہمات توہم کی جمع ہے۔ توہمات کا تعلق عموماً مذہبی اعتقادات کے ساتھ سمجھا جاتا ہے۔ تاہم یہ ضروری نہیں۔ اکثر وہم جو بعض امراض کا نتیجہ ہو سکتے ہیں، کو چھوڑ کر اوہام، توہمات کی طرف سفر کرتے ہیں۔ توہمات میں بہت سی چیزیں شامل ہیں، مثلاً فال لینا، یا فال نکالنا، نیک شگون وبدشگون پر اعتقاد رکھنا جادو، کالا علم، بھوت پریت، تعویذ، گنڈے، ٹونے، و دیگر قیاسی وظنی اعمال وافعال سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ جو بڑھتے بڑھتے توہمات و بد رسومات کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور اکثر رسومات بالآخر شرک میں تبدیل ہوجانے کا میلان رکھتی ہیں۔

س۔وہم کے لغوی معنے کیا ہیں؟

ج۔شک وشبہ، ظن، گمان، وسوسہ، تخیل، تصور، واہمہ، قیاس، مفروضہ، اندازہ، مغالطہ، (بے بنیاد) ڈر، خوف، کھٹکا، لایعنی محسوسات وغیرہ

س۔وہم کی مذہبی اعتبار سے کیا حیثیت ہے؟

ج۔امراض کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے وہموں کو چھوڑ کر دین فطرت یعنی اسلام میں وہم ناپسندیدہ ہے۔ دین فطرت یقین کا مؤید وحامی ہے اس لئے دین میں علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین، کے مدارج مقرر کئے ہیں۔

س۔وہم کی علامات و اقسام کیا ہیں؟

ج۔وہم کی حالت میں انسان شکی مزاج ہوجاتا ہے۔ ہر بات اور ہر کام میں بے معنی شک، ڈر، خوف و کھٹکا سا لگا رہتا ہے۔ یاس ناامیدی کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور یقین کی صورت حال جاتی رہتی ہے۔ وہمی شخص ایک کام بار بار کرتا ہے مثلاً دروازہ بند کیا ہے تو شک رہتا ہے کہ شاید نہیں کیا، اسے بار بار دہراتا ہے۔ محل خوف نہ بھی ہو تو فرضی چیزوں سے کھٹکا اور خوف لگا رہتا ہے۔ وہمی آدمی میں یقین کی خوبی کا فقدان یا کمی ہوجاتی ہے۔ فلاں مرض نہ ہوجائے یا شاید مجھے پہلے ہی نہ ہو چکا ہو۔ معالجین کی یقین دہانی کے باوجود کہ آپ بالکل فٹ ہیں۔ پھر بھی شک ہی رہتا ہے۔ وغیرہ، بعض وہم گہرے مخفی وباطنی خوف کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور یہ تحت الشعور بلکہ لاشعور میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (تاہم ایسے مزمن کیسز کا علاج بفضل خدا ہومیوپیتھی میں ممکن ہے۔ بلکہ بعض کیسز ہمارے تجربہ میں شفاء حاصل کر چکے ہیں۔) وہم کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ فلاں دشمن نے میرے اوپر تعویز جادو گنڈا وغیرہ کر دیا ہے۔ جس کے نتیجے میں میری صحت، جان ومال کا نقصان ہوا ہے۔ یا مصائب آ گئے ہیں۔ یا آئندہ آسکتی ہیں۔ نیک شگونی وبدشگونی فال لینا سب وہم کی اقسام اور وہم کو تقویت دینے والے باطل خیالات ہیں۔ اس طرح بعض مذاہب بالخصوص ہندو مذہب میں ایسے بہت سے توہمات داخل ہیں اور صدیوں سے باہمی میل جول رکھنے سے یہ باتیں مسلمانوں میں داخل ہوگئی ہیں بالخصوص جادو، بھوت پریت، کالا علم جن وآسیب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

س۔کیا وہم بیماری ہے؟

ج۔علم نفسیات کی رو سے وہم ایک بیماری ہے۔ جو کہ قابل علاج ہے۔ مگر ساتھ وہم کے ازالہ کے لئے بعض ظاہری تدابیر واقدامات بھی ضروری ہوتے ہیں۔ جبکہ نرا ادویاتی علاج مفید کارگر ثابت نہیں ہوسکتا۔ ورنہ مثل مشہور ہے کہ وہم کی دارو تو حکیم لقمان کے پاس بھی موجود نہیں، وہم کو بھلانے کی کوشش کیجائے اور سوچ کو مثبت رنگ دیا جائے اور منفی سوچ سے احتراز کیا جائے۔

س۔کیا وہم سے جسم کے افعال متاثر ہوتے ہیں؟

ج۔جی ہاں: ضرور متاثر ہوتے ہیں۔ انسان کی منفی ومثبت سوچ کا اثر انسان کے ذہن وجسم کے افعال پر پڑتا ہے۔

س۔کیا وہم کرنے والے کا وہم کرنے میں قصور ہوتا ہے؟

ج۔بعض اوقات قصور ہوتا ہے اور بعض اوقات نہیں بھی ہوتا، اگر کوئی شخص خواہ مخواہ منفی سوچ کو آبیل مجھے مار، کا موقع دیتا ہے۔ تو اس میں اس کے عامل کا قصور ہوتا ہے۔ مگر بسا اوقات بعض مخصوص حالات وواقعات اور ذہنی ونفسیاتی امراض میں اور عمر کے بعض حصوں میں وہم کا عمل شروع ہو جاتا ہے جس وہ عموماً بےقصور ہوتا ہے۔ تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ وہم کے ازالہ کی کوشش سے وہم سے نجات میں خاصی مدد ضرور مل سکتی ہے۔

س۔وہ کون سی امراض ہیں جن کے نتیجہ میں وہم بکثرت پیدا ہوجاتا ہے؟

ج۔امراض معدہ وامعاء گیسٹرائٹس قبض ذہنی ونفسیاتی عوارض، اعصابی تناؤ دباؤ کھچاؤ، بے چینی، Anxiety قنوطیت، بڑھاپا، سن یاس، (Menopausal syndrome) شدید معاشی ومعاشرتی دشواریاں وغیرہ

س۔وہ کونسے حالات ہیں جن میں وہم بکثرت پیدا ہوجاتا ہے؟

ج۔جب انسان اکثر فارغ رہتا ہے تو اسے اکثر وقت سوچتے رہنے کا خاصا موقع مل جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس کی سوچ منفی ہوتی جاتی ہے۔ اور پھر وہ منفی سوچ کا عادی ہو جاتا ہے اور اس کا دماغ شیطانی خیالات کا کارخانہ بن جاتا ہے اور وہم بھی گویا ناپسندیدہ عمل ہے۔ جیسا کہ انگریزی کا محاورہ ہے۔

THE MIND OF AN IDLE MAN IS A DEVILS WORKSHOP

س۔جو وہم فراغت کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے اس کا کیا علاج ہے؟

ج۔اس کا علاج ذہنی وجسمانی طور پر خود کو مصروف رکھنا ہے۔ اور جسم کو تھکانا ہے۔ تاکہ منفی سمت میں سوچ نہ جائے۔ انسان کو منفی سوچنے کا موقع نہ ملے۔ اور وہ تھکاوٹ سے چور سو جائے۔ ورنہ محض نیند آور ادویات دینے سے اور بھی کئی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ گویا حضرت لقمانؑ کی اس نصیحت پر عمل کیا جائے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی۔ انہوں نے کہا کہ اے بیٹا ہمیشہ ریشم کے بستر پر سونا۔ بیٹے نے جواب دیا میں سمجھا نہیں، انہوں نے واضح کیا کہ عمر بھر سارا دن اس قدر جسمانی مشقت کرنا کہ اگر زمین پر بھی سوگئے تو ایسے لگے گا کہ گویا ریشم کے بستر پر سویا ہوں۔

س۔چوری ہو جانے کی صورت میں نام نکالنا کیسا ہے؟

ج۔یہ محض اٹکل پچو اور ڈھکوسلا ہے۔ بعض ڈھکوسلے اتفاقاً صحیح بھی نکل آتے ہیں اور ڈھکوسلہ صحیح نکل آئے تو ضعیف لااعتقاد لوگ اس کی خوب تشہیر کرتے ہیں۔ اور غیر عقلی خیالات و نظریات کو تقویت ملتی ہے۔ ہم نے بچپن سے نام نکالنے کا سن رکھا تھا۔ مگر کبھی بچشم خود دیکھنے کا عملی تجربہ نہ ہوا تھا۔ بلکہ ہمیشہ اس کا اشتیاق ہی رہا۔ بدقسمتی کہیں یا خوش قسمتی ہماری چوری ہوگئی۔ ایک صاحب جو نام نکالنے میں دور دور تک شہرت رکھتے تھے۔ چوری کی تلاش میں کم مگر نام نکالنے کے عمل کو دیکھنے کے شوق میں زیادہ نکل کھڑے ہوئے۔ نام نکالنے والے صاحب نے مٹی کے لوٹے کی ٹونٹی میں باری باری مشتبہ افراد کے نام ڈالے۔ اور ایک آدمی کو سامنے بٹھایا۔ ایک دفعہ لوٹا ایک مشتبہ کے نام پر گھوم گیا۔ دوسری دفعہ اس عمل کو دہرایا تو کسی اور کے نام پر تیسری مرتبہ یہ عمل کیا تو بالکل کسی اور نام پر گھوم گیا۔ خاکسار نے عامل سے عرض کیا کہ صاحب اگر آپ کی کلام برحق ہے تو لوٹے کو ہر مرتبہ ایک ہی نام پر گھومنا چاہیے تھا۔ یہ کیا مذاق ہے۔ وہ صاحب جس Trick سے لوٹا گھماتے تھے۔ میں غور سے دیکھتا رہا مجھے سمجھ آ گئی کہ اس کام کی مداری تماشے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اب میں اس صاحب کے سامنے لوٹا پکڑ کر بیٹھا اور پہلے والے شخص کو اٹھا دیا اور میں نے کہا کہ صاحب میں دعوی سے کہتا ہوں کہ لوٹا اب نہیں گھومے گا بہرحال لوٹا نہ گھوما اور عامل صاحب انتہائی شرمندہ ہوئے۔ اگر کسی قاری نے لوٹا گھمانے کا طریق سمجھنا ہو تو ہم اسے یہ کرتب مفت میں سمجھا دیں گے۔ سنی سنائی باتوں پر اندھا اعتقاد کرنے کی بجائے انسان کو حقیقت پسند و روشن خیال ہونا چاہیے۔ اور کسی ایسی غیر عقلی وفرسودہ بات پر کبھی یقین نہ کرنا چاہیئے۔ ہمارا مذہب حقائق اور عقل پر مبنی باتوں پر یقین کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ہمارے آقا ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اللّٰھم ارنی حقائق الاشیاء کماھی

اگر ہم ان باتوں پر عمل کر گزرتے تو لوٹا صاحب نے ایسے ایسے لوگوں پر چور ہونے کا الزام لگایا تھا جو سرے سے اس کام میں شامل نہ تھے۔ ان بظاہر چھوٹی چھوٹی باتوں کے نتائج ہمارے معاشرے میں انتہائی خطرناک ہوتے ہیں۔ ایسے لوٹے لوٹا گھما کر اور رقم لوٹ کر اپنی راہ لیتے ہیں۔ مگر عوام میں بڑی دشمنیاں پیدا کرتے ہیں معزز ناظرین کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست ہے کہ نام نکالنے جیسے معاملات میں حقیقت پسندی اور روشن خیالی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ اور سنی سنائی باتوں پر کبھی یقین نہیں کرنا چاہیئے۔ کوئی زمانہ تھا جب علمی تاریکی کا دور تھا اس دور میں ہوشیار لوگ شعبدہ بازیوں کے ذریعے سادہ لوح ان پڑھ لوگوں کو بے وقوف بنا کر اپنے کالے علم اور کلام کا نام دے کر لوگوں کو لوٹا کرتے تھے۔ اور معاشرے میں طرح طرح کی لڑائیاں اور جھگڑے برپا کر کے اپنی تجوریاں بھرا کرتے تھے۔

س۔ہمارے ہاں کہا جاتا ہے کہ فلاں نے کچھ کر دیا ہے یعنی جادو، تعویز، گنڈے ٹونے وغیرہ اس میں حقیقت کیا ہے؟

ج۔جب خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ہم مومنین کو بھی

خوف، بھوک، مالوں اور جانوں میں نقصان کے ذریعے آزماتے ہیں۔ یہ امتحانات ہوتے ہیں۔ جن میں مومنین پاس ہو کر دینی رتبے و ترقیات پاتے ہیں۔ یہ بات حق پر مبنی ہے مگر جادو، تعویز، ٹونے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ محض توہمات اور شرک کی طرف لے جانے والے ردی اعتقادات ہیں جیسا کہ ہم سابقہ صفحات میں کہہ چکے ہیں کہ انسان کی منفی یا مثبت سوچ کا اثر اسکے بدنی و ذہنی اعمال پر پڑتا ہے اگر کوئی شخص ہمہ وقت یہ خیال جاگزیں کرتا رہے کہ وہ بیمار ہے، بیمار ہے، نہیں بچے گا تو اسکا اثر ذہن و بدن پر پڑے گا۔ اسی طرح اس مثال کے برعکس بھی سوچنے سے یعنی مثبت سوچ سے مثبت نتائج نکلتے ہیں۔

س۔ لوگ پیروں فقیروں اور روحانی عاملوں کے پاس کیوں جاتے ہیں؟

ج۔ زندہ انسان کو زندگی میں گوناں گوں مسائل کا سامنا رہتا ہے۔ دکھ بیماری معاشی و معاشرتی پریشانی لڑائی جھگڑا، عداوت، بے اولادی، بے روزگاری وغیرہ، عوام الناس بجائے خود خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کے دعا فروشوں یعنی عاملوں، فقیروں، اور پیروں کے پاس جاتے ہیں۔ ان کا ایک طریقہ واردات ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تمہارا حساب کرتے ہیں۔ (اور سارے حالات پہلے پوچھ لیتے ہیں کہ کون خیر خواہ اور کون بدخواہ ہے) پھر حساب کر کے کہتے ہیں کہ تمہیں کسی نے کچھ کیا ہے۔ یعنی جادو، تعویز، ٹونہ وغیرہ کیا ہے۔ پھر ایسے ہی ایک نام لے دیتے ہیں کہ فلاں نے کیا ہے۔ یہ تمام باتیں ہمیں ایک سابق پیر صاحب نے بتائیں جو یہ کام کرتے تھے۔ بعد میں تائب ہو گئے۔

تعویز لکھنے کا طریقہ: پھٹکڑی کو پانی میں گاڑھا حل کریں۔ اور بے رنگ قلم کے ساتھ سفید کاغذ پر کچھ معاندانہ اور نفرت آمیز باتیں لکھ کر دھوپ میں سکھالیں یہ کاغذ صاف ہو گا یعنی لکھا ہوا نظر نہ آئے گا مگر جب اسے چولھے یا آگ کے نزدیک کریں گے تو کالے حروف کی شکل اختیار کر لے گا اور صاف صاف پڑھا جائے گا۔

تعویذ نکالنے کا طریقہ: سائل یعنی جسکے گھر تعویز نکالنا مقصود ہو پیر صاحب اس کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور کہتے تھے فلاں کمرے کے فلاں کونے میں تعویز موجود ہیں۔ افراد خانہ کو وہ کونا کھودنے پر لگا دیتے اور کہتے تعویز ابھی گہرے ہیں اور کھودو اور خود ٹرک TRICK کے ذریعہ تعویز دفن کر دیتے۔

تعویز دفن کرنے کا طریقہ: تعویز مٹی میں دفن کرنے کے لئے پیر صاحب نے ایک خاص کھونڈی یا لوہے کی سوراخ دار چھڑی سپیشل آرڈر پر بنوائی ہوئی تھی جو وہ ہاتھ میں رکھتے تھے اس چھڑی میں سوراخ بنوایا ہوا تھا اور اس میں ایک تار ڈلوائی ہوئی تھی اس چھڑی کے نچلے سرے میں کاغذ پر لکھا ہوا تعویز ٹھونس دیا جاتا تھا جبکہ چھڑی کا اوپر والا سرا یا دستہ پیر صاحب کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ جب پیر صاحب سائل کے گھر میں گڑھا مکمل کروا لیتے تو اس چھڑی کو مٹی میں گاڑ دیتے اور کہتے بس ابھی تھوڑا کام رہ گیا ہے ہم تعویز کے قریب ہیں، بار بار چھڑی کو مٹی میں ڈالتے اور دستے والی تار کو ہاتھ سے کھینچتے اور تعویز کو مٹی میں خود ملا دیتے اور ارشاد فرماتے کہ اب بہت احتیاط کا معاملہ ہے اس مٹی کو ذرا ذرا کر کے غور سے دیکھو اچانک ایک سفید کاغذ برآمد ہوتا اور گھر والے حیران و ششدر رہ جاتے پھر اسے آگ پر سینکا جاتا تو جو کچھ پیر صاحب نے لکھا ہوتا تھا نمودار ہو جاتا۔ بھائی کو بھائی سے اور قریبی رشتہ داروں کو ایک دوسرے سے لڑوا دیا جاتا اور ابدی عداوتیں قائم کر دی جاتی تھیں اور شیرینی کے طور پر گائیں بھینسیں اور مال مویشی وصول کئے جاتے تھے۔ اگر خدا نے اپنے فضل سے سائل کے حالات بدل دیئے تو پیر صاحب کی واہ واہ ہو جاتی ہے اور اگر نہیں تو پیر صاحب کہتے ہیں دعا فقیراں تے رحم اللہ یا کہہ دیا ابھی حساب سخت ہے۔ ذرا حوصلہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا وغیرہ۔ نئے سرے سے حساب کتاب اور کھال ادھیڑنے اور لڑانے کا سلسلہ نئے سرے سے شروع بعض پیر دوپٹہ دیکھ کر حساب کرتے ہیں یہ سب یاوہ گویاں جھوٹ اور مکر و فریب ہیں اور سادہ لوح لوگوں سے مال ہتھیانے کا طریقہ ہے۔

س: جن کیسے نکالے جاتے ہیں؟

ج: وہ بھی اسی طرح کا فراڈ ہے یہ لمبی داستان ہے کئی طرح کے جن سمجھے جاتے ہیں اور نکالنے کے طریقے بھی مختلف ہیں جسکو جن پڑے ہوں گویا اس کے اندر جن بولتا ہے جن والے مرد یا عورت کو کہا جاتا ہے کہ اسکے اندر جن بولتا ہے اور پیر صاحب جن سے مخاطب ہیں پھر اس مفعول (یعنی جن یا آسیب زدہ) کی خوب چھترول کی جاتی ہے یا اسکو دھونی دی جاتی ہے یا طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی ہیں یا ایسے ایسے افعال کیے جاتے ہیں جنکا بیان یہاں مناسب نہیں پھر مفعول ان اذیتوں کی برداشت نہ لا کر اپنے مکر و فریب کو چھوڑ دیتا ہے اور پیر صاحب کی بلے بلے ہو جاتی ہے اور پیر صاحبان منہ مانگی قیمتیں وصول کرتے ہیں۔

س: کون لوگ وہم میں مبتلا ہونے کا زیادہ میلان رکھتے ہیں؟

ج: حد سے زیادہ حساس لوگ (Over Sensitive) وہم میں زیادہ گرفتار ہوتے دیکھے گئے ہیں۔ حساس ہونا اپنی ذات میں برا نہیں بلکہ قابل تعریف ہے۔ اس کے بالمقابل بے حسی بری چیز ہے۔ مگر ہر چیز کی ایک حد ہے اور حد سے بڑھنا باعث زیاں ہے۔ جسطرح بے حسی بری ہے اسی طرح بیش حساسیت بھی خطرناک ہے پس ان دونوں کے بین بین رہنا ہی درست ہے۔ جو لوگ بیش حساسیت رکھتے ہیں ضرورت سے زیادہ پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں وہ اس وصف میں ترقی کرتے جاتے ہیں، وہ تدریجاً پہلے ایک وہم (ان جانے خوف) میں مبتلا ہوتے ہیں پھر دوسرے میں پھر تیسرے میں اور بالآخر وہموں کی ندی میں بہہ جاتے ہیں اسکے بالمقابل کم حساس لوگ وہم سے محفوظ رہتے ہیں۔

س: کیا وہم بعض لوگوں کو وراثتاً بھی ملتا ہے؟

ج۔ جی ہاں دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگوں کو وہم وراثتاً بھی ملتا ہے یعنی بعض طبائع اور مزاجوں میں وہم کا میلان نسبتاً زیادہ پایا جاتا ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ جسطرح بچے اپنے بڑوں کی طبائع عادات و مزاج کو دیکھتے ہیں وہ ان کی تقلید کرتے ہیں ورنہ وہم کوئی چھوت دار مرض نہیں ہے جو خون کے ذریعہ منتقل ہوتا ہے۔ تاہم مزاجی اعتبار سے ایسا ضرور ہے مگر عادات تبدیل کر کے ان سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

س: کیا وہم فارغ رہنے والے کو زیادہ تنگ کرتا ہے؟

ج: جی ہاں جن لوگوں کے پاس ایک چیز کو بار بار سوچنے کا زیادہ کھلا وقت اور موقع ہوتا ہے وہم خود ان لوگوں کی تلاش میں رہتا ہے اور وہی لوگ اسکا من بھاتا کھاجا ہوتے ہیں۔ سخت مصروف جسمانی مشقت کرنے والے عموماً اس سے محفوظ رہتے ہیں اسلئے کہ وہ تھک کر چور رات کو سوتے ہیں ان کو سوچنے کا موقع ہی کب ملتا ہے۔

علم و آگہی: جب سے مختلف امراض سے متعلق جراثیم، وائرس اور ان کے حملوں سے چھوت دار امراض کے پھیلنے کے بارہ میں زیادہ علم و آگہی اور شعور عام لوگوں کو حاصل ہوا ہے انسان نے تب سے ان باتوں کے بارہ میں سوچنا اور ڈرنا شروع کر دیا ہے ہمارا مقصد یہ نہیں کہ آگہی بری چیز ہے۔ مقصد صرف اتنا ہے کہ ایک مناسب حد تک جراثیمی امراض سے محتاط رہنے کے طریقے اختیار کئے جائیں ورنہ بصورت دیگر انسان کی قوت ارادی و مدافعانہ نظام منفی طور پر متاثر ہو کر کمزور ہو جاتا ہے اور بعض دیگر لوگوں کے مشاہدات بتاتے ہیں۔ کہ بعض لوگوں نے وہم کو امرا کا نخرہ بھی قرار دیا ہے کیونکہ جب تک وہ غریب تھے ان کو وہم نہیں ہوتا تھا مگر جب سے امیر ہوئے ان میں وہم کی نزاکت و نخرہ بھی آ گیا۔ ایسے لوگ جو نفسیاتی طور پر کمزور ہوتے ہیں ایک لاشعوری باطنی خوف جو وہم کی ہی ایک قسم ہے کے باعث چھوت دار امراض میں مبتلا ہونے کی زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے لوگ اجتماعات سے گھبراتے ہیں، معانقہ (جو محبت بڑھانے اور کدورتیں دور کرنے کا ذریعہ ہے) تو درکنار مصافحہ کرنے سے کتراتے ہیں۔ کلو جمیعاً کی شکل میں ایک دوسرے کے استعمال شدہ برتنوں سے دور بھاگتے ہیں۔

س: کیا وہم طبقہ امراء کی نزاکت و نخرہ ہے؟

ج: عموماً یہ کہا جاتا ہے مگر واللہ اعلم یہ بات کہاں تک درست ہے بعض امراء اپنی امتیازی شان و انفرادیت کے قیام کی خاطر شائد ایسا کرتے ہوں کیونکہ یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ جب تک کوئی شخص غریب تھا تب تک اس میں وہ نزاکت و نخرہ یا وہم نہ تھا مگر جب امارت و تمول میں قدم رکھا تو وہم کا مادہ ترقی کر گیا۔ چونکہ عموماً امراء لوگ بعض خاص حالات کی وجہ سے کچھ زیادہ ہی محتاط واقع ہوتے ہیں لہذا دیکھا دیکھی امراء کے زمرہ میں نئے داخل ہونے والے لوگ بھی ان کی تقلید کرتے ہوئے ضرورت سے زیادہ احتیاط، ڈر، خوف و وہم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

س: کس عمر میں اور کیوں طبیعت میں وہم کا مادہ ترقی کرتا ہے؟

ج: جوانی کی عمر میں طبیعت میں لا ابالی پن، لا پرواہی، بے حسی، نا عاقبت اندیشی مستقبل کے بارہ میں بے فکری ہوتی ہے مگر انسان جوں جوں بڑھاپے کی طرف قدم بڑھاتا ہے اسکی طبیعت میں قوت متفکرہ ترقی کر جاتی ہے چنانچہ وہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے مستقبل کے بارہ میں متفکر رہنا شروع کر دیتا ہے اسکی طبیعت کچھ زیادہ حساس واقع ہونے لگتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کے بارہ میں ضرورت سے زیادہ احتیاط وہم کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔

س: ڈپریشن کے لئے ہومیوپیتھی کا پیٹنٹ مرکب کیا ہے؟

ج: اس کے لئے Dr. Reckeweg Germany R184 استعمال کرائی جاتی ہے جو ڈپریشن کے لئے ہمارے تجربہ میں بہت مؤثر ثابت ہوئی ہے۔ اس کا نسخہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے کسی ہومیوسٹور سے لے کر تیار کریں یا براہ راست منگوا لیں۔ نسخہ: اگنیشیا، کالی فاس، زنکم میٹ۔ ہر ایک 30 طاقت میں 20 ایم ایل ایک ہی شیشی میں مرکب کروا لیں اور 100 گرام خالی ہومیو گولیاں خرید کر اوپر اس قدر چھڑکیں کہ کس قدر گولیاں تر ہو جائیں۔ پانچ سات گولیاں صبح دوپہر استعمال کریں۔ نیند کی کمی اور بے چینی کیلئے استعمال کریں R14۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: میر عبدالسلام

ہفتہ تربیت جماعت احمدیہ ناروے

یہ پروگرام ۸ تا ۱۴ فروری ۲۰۲۱ء روزانہ شام ساڑھے پانچ تا سات بجے آن لائن جاری رہا۔ اس مرتبہ خاص بات یہ تھی کہ سلسلہ کے جیّد علماء نے برطانیہ اور امریکہ سے براہ راست خطاب کیا۔

پہلے روز تلاوت کلام پاک اور ترجمہ کے بعد مکرم ظہور احمد چوہدری صاحب امیر جماعت احمدیہ ناروے نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ مکرم شاہد محمود کاہلوں صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج نے عائلی مسائل اور ان کا حل کے موضوع پر تقریر کی، بعد ازاں ڈاکٹر صفدر ملک صاحب نے کرونا ویکسین کے بارے میں معلومات سے نوازا۔ آخر میں مکرم امیر صاحب نے سوالات کے جوابات دیے۔

دوسرے روز کا پروگرام بھی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ پہلی تقریر مکرم یاسر فوزی صاحب مربّی سلسلہ نے تبلیغ کے ذرائع کے موضوع پر کی۔ بعد ازاں ”تعلق باللہ“ کے موضوع پر مبلغ سلسلہ امریکہ، مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب نے انگریزی میں تقریر کی۔ آخر میں سوالات کے جوابات دیے گئے۔

تیسرے روز کا آغاز بھی تلاوت سے قرآن کریم ہوا۔ نارویجئین زبان ہیں مکرم ہارون احمد چوہدری صاحب مربّی سلسلہ ناروے نے ”تربیت اولاد اور والدین کی ذمہ داریاں“ کے عنوان پر تقریر کی۔ اگلا خطاب مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد میشنری انچارج برطانیہ نے ”اطاعت خلافت اور نظام جماعت کی اہمیت و برکات“ کے موضوع پر فرمایا۔ بعد ازاں سوالات کے جوابات بھی دیے۔

چوتھے روز تلاوت کے بعد مکرم مولانا عبد الماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے خطاب فرمایا۔ موضوع تھا۔”احمدیت کا مستقبل اور ہماری ذمہ داریاں۔ ارشادات و واقعات خلافت احمدیہ کی روشنی میں“۔ ازاں بعد مکرم طاہر محمود مربّی سلسلہ ناروے نے نارویجئین زبان میں تقریر کی۔ موضوع تھا ”صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام“۔ آخر میں آج بھی سوالات کے جوابات دیے گئے۔

تربیتی ہفتہ کے پانچویں روز جمعہ کا دن تھا۔ براہ راست حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ آن لائن سنا گیا۔

چھٹے روز یوم تبلیغ منایا گیا۔ زیر تبلیغ احباب کو ایک نیا ڈیجیٹل پمفلٹ بھجوایا گیا۔ یوٹیوب اور واٹس ایپ سے بھی تبلیغ کی گئی۔

آخری روز تمام لوکل جماعتوں میں یوم مصلح موعود کے حوالے سے اجلاسات آن لائن منعقد کیے گئے۔

مختلف دنوں میں پروگرامز کے دوران حاضری پانچ سو اور سات سو کے درمیان رہی جو افراد جماعت احمدیہ ناروے کی تعداد کے حساب سے بہت اچھی تھی۔ الحمدلِلّٰہ۔

رپورٹ احمد بلال مغل۔ (مبلغ سلسلہ سکاسو، مالی)

پکنک مجلس خدام الاحمدیہ سکاسو، مالی

احمدی نوجوانوں کی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ کا ایک مقصد احمدی نوجوانوں کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی صلاحیتوں کو بہتر سے بہتر بنانا ہے۔ اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے دنیا بھر میں پھیلی مجالس خدام الاحمدیہ تربیتی و روحانی پروگرامز کے علاوہ لغویات سے پاک کھیل کود اور تفریحی پروگرامز کا انعقاد کرتی ہیں۔

مؤرخہ 22فروری 2021ء کو مجلس خدام الاحمدیہ سکاسو، مالی نے سکاسو شہر سے 26 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں فراکو کی خوبصورت آبشار پر پکنک کا انعقاد کیا۔ مکرم ادریس سی صاحب صدر جماعت احمدیہ سکاسو نے تمام ضروری ہدایات اور دعا کے بعد خدام کو پکنک کے مقام پر روانہ کیا۔ فراکو گاؤں میں پہنچ کر آبشار کے تازہ پانی سے نہانے کیساتھ خدام نے مزیدار آلو گوشت کا سالن تیار کیا۔ دوپہر کے کھانے سے فارغ ہو کر نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد معلم سلسلہ مکرم محمد لامین کوناتے صاحب نے نماز باجماعت کی اہمیت پر خدام کو درس دیا۔ درس کے بعد خدام و اطفال نے پکنک کے مقام پر وقار عمل کے ذریعہ صفائی کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بعد تمام خدام و اطفال بخیریت سکاسو پہنچ گئے۔ مجلس خدام الاحمدیہ سکاسو کی اس پکنک میں 32 خدام 18اطفال اور 3انصار شامل ہوئے۔

طلوع وغروب آفتاب

17مارچ2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:11	18:31
مدینہ منورہ	05:11	18:32
قادیان	05:15	18:38
ربوہ	04:55	18:18
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:43	18:11